رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل ہفتہ میں دو بار قادیان
فی پرچہ ۱ر

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... ترسیل زر محض بنام مینیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلّم آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۱ | مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ۔

جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب ناظر تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دے رہے ہیں ۔

جناب حافظ روشن علی صاحب شملہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ۔

سمال ٹون کے لئے پہلی دفعہ آج ۷ ستمبر ممبروں کے انتخاب کے لئے ووٹ دئے جا رہے ہیں۔ ہندوؤں کے وارڈ میں زیادہ سرگرمی ہے۔

محضر نامہ کی تکمیل کی میعاد میں توسیع

کیا ۲۱ ستمبر تک بھی کام ختم نہ ہوگا؟

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے الفضل کی کسی گزشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا کہ محضر نامہ کی تکمیل ۷ ستمبر تک ہو جانی چاہیئے۔ اور کہ مطلوبہ تعداد دستخط کنندگان (کم از کم پانچ لاکھ) اس تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ لیکن آج ۶ ستمبر کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ ۵ ستمبر تک جو تعداد دستخط کنندگان کی درج رجسٹر ہے۔ وہ کل ۲۴۴۵۷۳ ہے۔ اس لئے میں ۲۱ ستمبر تک توسیع میعاد کا اعلان کرتے ہوئے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کام کو پورے جوش و اخلاص کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے اس تاریخ تک اس کام کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ علاقہ پنجاب و سرحد کی ہر ایک انجمن احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ کچھ آدمی اس کام کے لئے مقرر کردے۔ جو اپنے شہر یا گاؤں سے کچھ دور نکل کر کام کریں اور ایسی جگہوں میں جائیں۔ جہاں مسلم آبادی زیادہ ہو۔ اور بہت بڑی تعداد دستخط کنندگان کی میسر آسکے۔

مندرجہ بالا تعداد (۲۴۴۵۷۳) میں سے صرف ۱۳۱۷۹ سرحدی دستخط کنندگان ہیں۔ اور یہ قلیل تعداد جس قدر تحیر کرنے والی ہے۔ اسی قدر اضلاع پشاور۔ کوہاٹ۔ ہزارہ۔ بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے احمدی احباب کے لئے قابل توجہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر علاقہ سرحد کے احمدی احباب پورے جوش اور ہمت سے کام کریں۔ تو کل مطلوبہ تعداد قریباً اسی علاقہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ علاقہ پنجاب کے احمدی احباب پنجاب کی زیادہ تعداد کو دیکھ کر سست ہو کر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ علاقہ پنجاب بلحاظ اپنی وسعت اور مسلم آبادی کے سرحدی علاقہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اس لئے اس علاقہ کی تعداد دستخط کنندگان نسبتاً بہت بڑھی ہونی چاہیئے۔ پس میں

ہر دو علاقوں کے احمدی اور اسلام کا درد رکھنے والے دیگر مسلمان احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ۱۲ ستمبر تک مطلوبہ تعداد کو پورا کر دیں۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ بعض مقامات مثلاً۔ لاہور۔ راولپنڈی اور بعض دیہات سے محضرنامہ کے غیر مکمل پیکیٹ آئے پڑے ہیں۔ ان کے اوراق باہم چسپاں ہیں۔ نہ ان پر نمبر شمار ہیں۔ کہ کل دستخط کنندگان کی تعداد معلوم ہو سکے۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ ان پیکٹوں میں دستخط کنندگان کی تعداد کم از کم آٹھ ہزار ہوگی۔ اگر میرا اندازہ صحیح ہے۔ تو اس تعداد کو مندرجہ بالا تعداد میں شامل کرکے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ نصف کام ہو چکا۔ اور نصف باقی ہے۔ اس کے بعد اب میں ضلع وار تعداد دکھلا دیتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک ضلع کے احمدی احباب کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے ضلع سے اس وقت تک کس قدر دستخط کنندگان کی تعداد پہنچی ہے۔ اور تا وہ اور ہمت سے کام کئے جائیں۔

علاقہ پنجاب

نمبر شمار	ضلع	تعداد دستخط کنندگان	ریمارکس
(۱)	گورداسپور	۱۷۷۸۱	ابھی کام ختم نہیں ہوا۔ اور ہمت کی ضرورت ہے۔
(۲)	جھنگ	۲۴۱۴	اسلامی ضلع سے یہ قلیل تعداد؟ احمدی احباب کیا کر رہے ہیں؟
(۳)	امرتسر	۸۲۲۸	کوئی خوش کن کام نہیں ہے۔ جماعتیں توجہ کریں۔
(۴)	سرگودھا	۱۱۷۸۰	کوشش کی جائے تو دگنی تعداد ہو سکتی ہے۔
(۵)	لاہور	۱۶۳۶۰	تمہیدی نوٹ کا پیرا ملاحظہ ہو۔ لیکن پھر بھی تعداد کم ہے۔
(۶)	راولپنڈی	۱۴۲۹۶	〃 〃 〃
(۷)	لائلپور	۱۴۰۳۶	جماعتیں اور ہمت کریں۔
(۸)	سیالکوٹ	۲۰۶۵۶	〃 〃
(۹)	گجرات	۱۹۳۲۱	〃 〃
(۱۰)	ریاست جموں و کشمیر	۲۳۹۹	
(۱۱)	ہوشیارپور	۶۷۹۷	بہت ہمت کی ضرورت ہے۔
(۱۲)	فیروزپور	۲۰۵۹۹	کام سرعت سے کئے جائیں۔
(۱۳)	شیخوپورہ	۹۴۴۷	بہت قلیل تعداد ہے۔
(۱۴)	میانوالی	۴۶۴۲	مسلم آبادی بہت زیادہ ہے اور تعداد بہت قلیل ہے۔
(۱۵)	رہتک	۸۴۱	یہ کوئی کام نہیں۔
(۱۶)	جالندھر	۱۷۴۳	کم از کم بیس ہزار تعداد چاہیئے۔
(۱۷)	گوجرانوالہ	۶۴۸۳	〃 〃
(۱۸)	ملتان	۴۷۶۵	کم از کم تیس ہزار تعداد چاہیئے۔
(۱۹)	منٹگمری	۱۳۰۸۴	〃 بیس ہزار 〃
(۲۰)	لدھیانہ	۳۱۲۶	〃 پندرہ ہزار 〃
(۲۱)	جہلم	۹۲۰۹	〃 بیس ہزار 〃
(۲۲)	انبالہ	۵۴۳۱	〃 پندرہ ہزار 〃
(۲۳)	متفرق ریاستہائے پنجاب	۵۸۵۵	〃 〃 〃
(۲۴)	ڈیرہ غازیخان	۳۴۶۱	〃 بیس ہزار 〃
(۲۵)	دہلی	۹۸۳۱	〃 تیس ہزار 〃
(۲۶)	اٹک	۵۰	〃 بیس ہزار 〃 اس ضلع کے احمدی احباب کیا کر رہے ہیں۔
(۲۷)	گوڑگانواں	۲۰۴۱	کم از کم دس ہزار تعداد چاہیئے۔
(۲۸)	کوئٹہ بلوچستان	۵	اس تعداد پر حیرت ہے۔ احباب توجہ کریں۔
(۲۹)	ڈلہوزی چمبہ	۴۰	〃
(۳۰)	شملہ	۵۸۱	〃
(۳۱)	کرنال	۳۷۸	اس تعداد پر حیرت ہے۔
(۳۲)	حصار	۱۴۰	〃
(۳۳)	کیمل پور	۱۰۰۰	اسلامی ضلع کی یہ حالت۔ بہت سخت ہمت کی ضرورت ہے۔
	میزان	۲۳۱۳۹۴	

علاقہ سرحد

نمبر شمار	ضلع	تعداد دستخط کنندگان	ریمارکس
(۱)	ہزارہ	۱۰۰۵	سرحدی اضلاع کے احباب فوراً توجہ کریں۔ کیا اس علاقہ سے کم از کم ایک لاکھ کی توقع ہے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے احمدی احباب نے انتہائی غفلت سے کام لیا ہے۔
(۲)	کوہاٹ	۱۴۶	
(۳)	بنوں	۱۰۸۶	
(۴)	پشاور	۱۰۹۴۲	
	میزان سرحد	۱۳۱۷۹	
	میزان پنجاب	۲۳۱۳۹۴	
	کل میزان	۲۴۴۵۷۳	

(فتح محمد سیال۔ ایم۔ اے سکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان)

درخواست دعا

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اگرچہ بیماری سے پہلے کی نسبت آرام ہے۔ تاہم پوری صحت ابھی نہیں ہوئی۔ احباب ان کے لئے دعا صحت فرماویں۔

متموّل احباب توجہ فرمائیں

یہ امر احباب سے پوشیدہ نہیں۔ کہ قادیان کی جماعت کے وہ دوست جو مالی کشائش نہیں رکھتے۔ اکثر دفعہ اپنی ضروریات کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مکلف کرتے ہیں۔ اور حضور حتی الوسع صاحبان ضرورت کی حاجت روائی سے دریغ نہیں فرماتے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ پارچات سے کتب سے زر سے امداد فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ہاتھ بٹانے کے لئے بعض احباب جماعت عموماً ایسے پارچات دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں بھجواتے رہتے ہیں۔ جو غرباء کے کام آسکتے ہوں۔ اور بعض احباب تو اپنے خرچ پر اچھے خاصے قیمتی کپڑے بنوا کر بھیج دیا کرتے ہیں۔ جس سے غریبوں کا کام چل جاتا ہے۔ مگر آج کل دفتر ڈاک میں پارچات مستعملہ یا غیر مستعملہ میں سے کچھ بھی نہیں۔ لیکن مانگ اس قدر ہے۔ کہ درخواستوں پر درخواستیں چلی آرہی ہیں۔ اس لئے دردمند احباب کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش کی جاتی ہے۔ کہ اگر وہ ہر قسم کے پارچات پوشیدنی بھیج سکیں۔ یا پیچ اپنے دفتر ڈاک میں روانہ فرمائیں تو غرباء کو تقسیم کر دیئے جائیں۔ اور وہی پارچات ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دیں۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب تم نیا جوڑا پہنو تو پرانا کسی غریب کو دیدو۔ پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب اس کار خیر میں جلد سے جلد حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں سے بہرہ اندوز ہونگے۔ والسلام۔

(علی محمد صابر۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی انچارج دفتر ڈاک قادیان)

مسلمانوں سے ایک ضروری بات

برادران السلام علیکم۔ ہماری اقتصادی حالت جو اس قدر گری ہوئی ہے اس کا خاص سبب یہ ہے کہ چھوت چھات کی زبردست حرب نے ہمیں نادار اور مفلس بنا دیا۔ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کو جس زندگی میں پیدا کیا جا رہا ہے اس کا پہلا آلہ چھوت چھات ہے اس وقت ایک پاک نفس حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہمیں اسی بات کی ترغیب دی ہے۔ کہ ہم اپنی حالت درست کرنے کے لئے وہی ہتھیار استعمال کریں جسنے ہم کو مفلسی کے گڑھے میں گرا دیا۔ لہٰذا اب ہم مسلمان اس بات کا عہد کریں۔ کہ اس قوم سے ہم ضرور چھوت چھات کرینگے۔ جو ہم سے چھوت کرتی ہے بطور مثال ایک بات عرض کرتا ہوں۔ کہ مسلمان ہر گندگی سے پاک رہتے ہیں حتیٰ کہ پیشاب کے بعد بھی مسلمان ضرور پانی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن وہ قوم جو ہم سے چھوت کرتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء

"ستیارتھ پرکاش" ضبط کیجائے

تمام غیر ہندوؤں کا متفقہ مطالبہ

گورنمنٹ کے خلاف ستیارتھ پرکاش کی تعلیم

ہندوستان کی فضا بدامنی کی وجہ سے مکدر ہو چکی ہی آئے دن کسی نہ کسی جگہ سے ہنگاموں کی اطلاعیں آتی رہتی ہیں سینکڑوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں۔ اور پُرامن لوگوں پر عرصۂ حیات دن بدن تنگ ہوتا جارہا ہے۔ لوگوں کو اپنے مال و جان محفوظ نظر نہیں آتے۔ اور دلوں پر خوف وہراس طاری ہے۔ گورنمنٹ خود اس وجہ سے پریشان ہے۔ پولیس اور فوج کی مدد سے ان فساد انگیزیوں کو دُور کرنا چاہتی ہے۔ اور ملک میں امن کے قیام کی خواہشمند ہے۔ ہر جگہ فساد کرنے والوں کو گرفتار کرکے سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ مگر حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور کوئی مفید نتیجہ نہیں [illegible] ایسی حالت میں ہر ایک امن پسند اور بہی خواہ وطن کا فرض ہے کہ ملک کی اس بدتر حالت پر غور کرے اور بدامنی [illegible] فساد کے دُور کرنے کی تجاویز پیش کرے۔ اپنے [illegible] فرض کو محسوس کرتے ہوئے آج ہم ان وجوہ [illegible] کا ذکر کرتے ہیں۔ جو ہندوستان میں فساد کا اصل باعث ہیں +

انگریزوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اور ان کے زمانۂ حکومت میں بھی ہندو مسلم برادرانہ طور پر رہتے چلے آئے ہیں۔ آپس کے تعلقات نہایت خوشگوار رہے ہیں۔ شادی و مرگ میں ایک دوسرے کے شامل حال رہتے تھے ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ سے حالت کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔ اور روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ اس لئے اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ آخر وہ کونسی بات ہے جو یکایک خرمن امن کے لئے بجلی بن گئی اور آناً فاناً اس کو جلا کر رکھ دیا +

تمام ایشیائی اور خصوصاً اہل ہند اپنے مذہبی حسیات میں بہت تیز واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہر قسم کے مصائب برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کی ہتک نہیں گوارا کر سکتے۔ چنانچہ جب تک ایک قوم دوسروں کے مذہبی خیالات کا احترام کرتی رہی۔ اور ان کی تحقیر نہ کی۔ امن و امان رہا۔ مگر جونہی کہ مذاہب اور بانیان مذاہب پر حملوں کی وبا شروع ہوئی۔ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ملک میں فساد اور بدامنی شروع ہو گئی۔

یاد رہے کہ اس تمام فتنہ کی اصل اور جڑ سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش ہے۔ جس میں ایک طرف تو سیاسی فوقیت نہیں بلکہ حکومت حاصل کرنیکے لئے غیر آریوں کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ اور بیرحمانہ سلوک کرنیکی تعلیم دی گئی ہے۔ اور دوسری طرف تمام مذاہب کے بانیوں اور بزرگوں کے خلاف بہت سخت کلامی اور بدزبانی کرتے ہوئے ہندوؤں کے لئے دیگر مذاہب کے لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا رستہ کھول دیا گیا ہے +

علاوہ کتاب جس میں ہندوستان کی سرزمین کو غیر ہندوؤں سے پاک کر دینے کے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہو۔ کہ

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی بُرائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" ستیارتھ صفحہ ۵۹ ایڈیشن چہارم اسکے ماننے والے۔ اور اسپر عمل کرنے کو ذریعہ نجات سمجھنے والے کس طرح غیر ہندوؤں کو ہندوستان میں امن و چین کی زندگی بسر کرنے دے سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قیام امن کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی +

اسی طرح ستیارتھ پرکاش میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنیوالے شرابخور حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دُکھ بڑھتا جاتا ہے"

ان سطور میں صاف طور پر مسلمانوں اور عیسائیوں کو آریوں کے دُکھوں کو بڑھانے والا قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طرح ان کے خلاف اشتعال دلایا گیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آریہ مسلمانوں اور گورنمنٹ دونوں کو ہندوستان سے نکالنے کی سکیمیں بنا رہے اور ان پر عمل بھی کر رہے ہیں +

آج جبکہ مسلمانوں کے خلاف آریہ تمام ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گورنمنٹ کا خیر خواہ اور مددگار قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح سرکاری حکام کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن خواہ وہ گورنمنٹ کے متعلق کتنے ہی زور سے وفاداری کا اعلان کریں قطعاً قابل اعتبار نہیں ہیں۔ کیونکہ "ستیارتھ پرکاش" انہیں یہ سکھاتی ہے۔ کہ

"جس کی پناہ لی ہو۔ اگر اس کے کاموں میں نقص دیکھے۔ تو اس سے بھی اچھی طرح بلا اندیشہ جنگ ہی کرے" صفحہ ۲۰۶

جن لوگوں کو مصیبت کے وقت کام آنے والوں تکلیف کی حالت میں پناہ دینے والوں اور ضرورت کے وقت امداد کرنیوالوں کے متعلق یہ تعلیم دیگئی ہو کہ جب موقع ملے ان سے جنگ ہی کرے۔ ان سے کسی اور کو کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ وہ کس طرح امن سے رہ سکتے ہیں +

اوپر جو چند حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ ان کثیر حوالجات میں سے صرف بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ جن میں گورنمنٹ

اور دیگر مذاہب کے خلاف نہایت اشتعال انگیز اور فتنہ خیز تعلیم دی گئی ہے۔ اور جب آریہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش کو وہ ایسا مقدس اور قابل عمل سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک پکا مسلمان قرآن کریم کو۔ اور پکا عیسائی بائبل کو۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی اس قسم کی تعلیم پر عمل کرنا بھی وہ فرض اولین سمجھتے ہیں۔ اس کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اور نکل رہا ہے اس کی طرف نہ صرف ہم بلکہ تمام مذاہب کے پیرو متعدد بار گورنمنٹ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ اور یہ بات خود آریہ بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ ایک آریہ اخبار (آریہ پتر کا ۲ جولائی ۱۹۱۸ء) نے اس وقت جبکہ ہم نے ستیارتھ پرکاش کے خلاف ایک زبردست سلسلہ مضامین لکھا تھا۔ تسلیم کیا تھا۔ کہ

"ستیارتھ پرکاش پر یہ پہلی چوٹ نہیں ہے۔ بلکہ قبل ازیں کئی بار آریہ سماج کے مہربان اس کی ضبطی کے لئے کوشش کر چکے ہیں۔ پرانک (ہندو) بھائیوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ سکھوں نے اس کے خلاف زور لگایا۔ مسلمانوں نے اس کو ضبط کرانا چاہا"

پس جبکہ ہر مذہب کے لوگ ستیارتھ پرکاش سے نالاں ہیں اور وہ ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ بلکہ بار بار اس کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اس کے تلخ اور کڑوے ثمرات گورنمنٹ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ خود گورنمنٹ کے خلاف اس کی جو خطرناک تعلیم ہے۔ اس کے نتائج دکھا رہے ہیں۔ تو گورنمنٹ کب تک اس کتاب کی ضبطی کے متعلق غور کرنے سے غافل رہے گی۔ اور کب تک اس کی خطرناک تعلیم کو ملک میں بدامنی کا باعث بنے دیگی۔

ہم نے ۱۹۱۸ء میں ستیارتھ پرکاش کی خطرناک اور بدامنی پیدا کرنے والی تعلیم نہایت وضاحت سے پیش کر کے گورنمنٹ سے اس کی ضبطی کا مطالبہ کیا تھا۔ اگر گورنمنٹ اس وقت اسے منظور کر لیتی۔ تو ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آج تک ہندوستان میں جس قدر بدامنی و شورش۔ فسادات حتیٰ کہ گورنمنٹ سے بغاوت اور سرکشی کے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ وہ قطعاً نہ پیدا ہوتے اور اب تو بالکل اس میں توقف نہ ہونا چاہیئے۔

پھر اس کتاب میں سناتن دھرمی ہندوؤں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ سکھوں۔ اور مسلمانوں کے بزرگوں اور بانیانِ مذاہب پر ایسے ایسے گندے حملے کئے گئے ہیں۔ اور ایسے ایسے غلیظ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ جنہیں کوئی شریف آدمی زبان پر لانا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس وجہ سے بھی یہ کتاب ملک کے لئے ناسور کا حکم رکھتی ہے۔ جو روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور بتدریج ترقی پذیر ہے۔ یہ ایک زہر ہے۔ جو یوماً فیوماً اپنا اثر کرتا جا رہا ہے۔ اور اگر اس کے انسداد کی تدابیر نہ کی گئیں۔ تو وہ دن دور نہیں۔ کہ ہندوستان کی سرزمین پر ہولناک جنگ کا آغاز ہو جائے۔ کیونکہ جوں جوں لوگ اس کی تعلیم سے آگاہ ہوتے چلے جائیں گے۔ آپس میں تنفر کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائے گی پس گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس آنے والے بڑے خطرہ کا احساس کرے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب ورتمان کا ایڈیٹر اور پرنٹر اس کا عشر عشیر لکھنے پر بھی باعث تعزیر ہو سکتے ہیں۔ تو اصل کتاب جو ان سے ہزارہا گنا زیادہ اشتعال انگیز ہے۔ مورد الزام نہ ہو سکے۔

ستیارتھ پرکاش کوئی الہامی کتاب نہیں۔ نہ اس کے مصنف نے اس کے منجانب اللہ ہونے کا ادعا کیا۔ اور نہ اس کے متبعین ایسا سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے یقیناً اس کتاب کی پوزیشن بعینہٖ ان عام کتابوں جیسی ہے۔ جن کے مصنفین اپنے گناہوں کی سزا جیل کی چار دیواری میں بھگت رہے ہیں۔ پس نہایت ہی غور طلب بات ہے۔ کہ جس صورت میں کہ ایک کتاب کی وجہ سے ملک کا امن تباہ ہو رہا ہو۔ لوگوں میں بے چینی بدرجہ اتم ہو۔ اور طمانیت مفقود۔ تو کیوں ایسی کتاب ضبط کر کے ملک میں امن کی بحالی کی صورت پیدا نہ کی جائے۔

تمام مذاہب کے بزرگوں کی توہین کا جرم

"ہم بزرگوں کی توہین کرنے والے کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو آریہ اخبار "ملاپ" (۱۴ اگست) نے لکھے ہیں۔ اگر فی الواقعہ یہ سچے طور پر دل سے نکلے ہیں صرف دکھانے کے لئے نہیں۔ تو مہاشہ ملاپ فرمائیں۔ وہ شخص جس کے قلم سے حسب ذیل الفاظ نکلے ہوں۔ اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں یا نہیں۔

بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا۔ "وہ اپنی مطلب براری اور دوسروں کا کام بگاڑنے میں کامل استاد تھے" "خدا کے نام پر مرد و زن کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو کوئی محمد صاحب کے جال میں نہ پھنستا" "محمد صاحب اگر شہوت پرست نہ ہوتے۔ تو منہ بولے بیٹے کی جورو کو اپنی بیوی کیوں بنا لیتے" "جب بیٹے کی بہو پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے۔ تو اوروں سے کیونکر بچے ہونگے"

حضرت عیسےٰ علیہ السلام جنہیں تمام دنیا کے مسلمان خداتعالیٰ کا برگزیدہ نبی اور عیسائی ابن اللہ مانتے ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے۔

"گھر کے لوگوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنانا عیسےٰ ہی کا کام ہے۔ کسی نیک آدمی کا نہیں"

"یہ ناممکن باتیں عیسےٰ کی جہالت پر دلالت کرتی ہیں۔"

"عیسائیوں کی کتاب کا مصنف اور عیسےٰ خدا کا بیٹا شیطان ہوں تو ہوں خدا شیطان نہیں"

حضرت مریمؑ کے متعلق لکھا ہے۔

"بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ کسی آدمی کے ساتھ محبت ہونے سے مریم حاملہ ہو گئی ہوگی۔ اس نے یا کسی اور آدمی نے یہ مشہور کر دیا ہوگا۔ کہ اس کا حمل خدا کی طرف سے ہے"

"صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ شہوت پرست تھا"

"برہمن رات دن سوائے بہکانے کے اور کوئی کام نہیں کرتے۔ برہمنوں کی مرضی میں جو آیا۔ کرنے کرانے لگے۔ غفلت اور شہوت میں غرق ہو گئے"

"شہوت میں غلطاں ہوئے۔ تو گوشت شراب کا استعمال چپکے چپکے کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بام مارگیوں کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا"

حضرت بابا نانک کی نسبت لکھا۔

"نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا۔ لیکن علمیت کچھ بھی نہ تھی۔ ہاں اپنے ملک کی زبان یعنی گنواری بولی جانتے تھے"

"جب خود پسندی تھی۔ تو عزت حاصل کرنے کے لئے کچھ ریاکاری بھی کی ہوگی"

یہ چند حوالے پیش کر کے ہم "ملاپ" اور دوسرے آریہ اخبارات سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ سناتنیوں۔ سکھوں۔ غرضیکہ تمام بڑے بڑے مذاہب کے بزرگوں کی توہین کی گئی ہے یا نہیں۔ اگر کی گئی ہے تو کیا اس کا ارتکاب کرنے والے کو آریہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ معلوم ہونے کے بعد بتایا جائیگا۔ کہ وہ کون شخص ہے۔ جس کے قلم سے ایسے گندے اور ناپاک الفاظ نکلے۔ اور جس نے تمام مذاہب کے بزرگوں کے خلاف اس بیباکی سے دریدہ دہنی کی۔

اوپر جو حوالجات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں تو تمام مذاہب کے بزرگوں کے خلاف بدزبانی کی گئی ہے۔ لیکن جس شخص کی یہ تحریریں ہیں۔ وہ اس فن میں اسقدر طاق اور اتنا نڈر تھا۔ کہ خداتعالیٰ کی شان اعلیٰ و ارفع کے خلاف بھی سخت سے سخت الفاظ استعمال کرنے سے باز نہیں رہا۔ چنانچہ لکھا۔

"خداتعالیٰ بھی عورتوں میں غلطاں ہے" "ایک کافر شیطان نے خدا کے چھکے چھڑا دیئے۔ خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی" "خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرا" "مسلمانوں کا خدا گویا بھان متی کا تماشا کر رہا ہے" "خدا محمدؐ صاحب کے لئے بیویاں لانے والا حجام تھا" وغیرہ۔

لنڈن میں سات مذاہب کا متفقہ جلسہ

نمائندہ اسلام جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے کی تقریر

جیسا کہ ناظرین اخبار کے ایک گذشتہ پرچہ میں پڑھ چکے ہیں۔ ۲۱ جولائی ۱۹۲۷ء کو لندن کے "سٹی ٹمپل" میں سات مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مضمون پڑھے۔ یہ جلسہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے لندن میں پہلا جلسہ تھا۔ خدا کے فضل سے احمدیہ مشن کو اس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ کئی ایک انگریزی اخبارات اس کی روئداد شائع کرتے ہوئے احمدیہ مشن کی اشاعت کا باعث ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار ڈیلی ایکسپریس اپنی ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"ایک شخص جو ایک لمبا سیاہ چغہ پہنے ہوئے تھا۔ اور جس کے سر پر رنگدار عمامہ بندھا ہوا تھا۔ کل شام سٹی ٹمپل کے ممبر پر کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی انگلیاں کانوں میں دیکر ایک آواز بلند کی۔ جو کہ مسجد لندن کے مؤذن کی آواز تھی۔ اور غالباً یہ تاریخ عالم میں پہلا واقعہ ہے۔ کہ ایک عیسائی گرجا میں اذان دیگئی ہو۔"

یہ لنڈن کا وہ مشہور گرجا ہے جس میں ایک احمدی نے اذان دی۔ اور نماز ادا کی

City Temple London

اس کے بعد مختلف مذاہب کے نمائندوں کا معمولی تذکرہ کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

"مولوی اے۔ آر درد نے جو برف کی طرح سفید عمامہ باندھے تھا۔ اعلان کیا کہ اسلام دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کی تعلیم دیتا ہے"

ویسٹ منسٹر گزٹ ۲۲ جولائی اسی جلسہ کی روئداد میں جناب مولوی صاحب کی تقریر کے متعلق لکھتا ہے۔

"مولوی اے۔ آر درد سفید پگڑی باندھے تھے۔ آپ جوش اور روانی سے بولنے والے ہیں"

مارننگ پوسٹ ۲۲ جولائی لندن کے گرجا کے ممبر سے پہلی مرتبہ ایک مؤذن کی بلند آواز سننے کا ذکر کرنے کے بعد مولوی صاحب کے متعلق لکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ہمارے مذہب کا نام "اسلام" یعنی سلامتی ہے خدا کا نام بھی "السلام" ہے۔ ایک مسلمان ہر شخص کے ساتھ صلح سے رہتا ہے۔ اور یسوع مسیح کا انکار کرکے کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا"

یہ مضمون نامکمل رہیگا۔ اگر مولوی صاحب کا خطبہ جو آپ نے اس جلسہ میں ارشاد فرمایا۔ درج نہ کیا جائے۔ لہذا اس کا ترجمہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا:-

ہمارے مذہب کا نام اسلام یعنی سلامتی ہے۔ ہم ہمیشہ عند الملاقات السلام علیکم کہتے ہیں۔ ہمارے خدا کا نام "السلام" یعنی صلح اور سلامتی کا خدا ہے۔ وہ تمام نقائص سے پاک ہے۔ اور سب کی حفاظت کرتا ہے۔ ہمارے معلم روحانی کا نام صلح کا شہزادہ اور رحمۃ للعالمین ہے۔ ہمارا مذہب نسل و رنگ کی قیود سے بالا ہے ہمارا خدا تمام جہانوں اور تمام مذاہب کا خدا ہے۔ ایک مسلم کے نزدیک کرشن۔ رام چندر۔ بدھ۔ زرتشت اور کنفیوشس ایسے ہی خدا کے برگزیدہ ہیں۔ جیسے موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد اور احمد ہیں۔ ایک شخص عیسیٰ کا انکار کرکے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مسلمان کے لئے تمام انبیاء پر ایمان ضروری ہیں۔ جو کہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ (خود خدا نہیں ہیں) اس لئے جو ایک بھی مامور کا انکار کرتا ہے۔ وہ گویا سب رسولوں کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ خدا کا بھی انکار کرتا ہے۔ ہماری مساجد میں تمام مذاہب کے پیرو ایک خدا کی عبادت کر سکتے ہیں۔ ہر شخص ان میں اپنے طریق پر خدا کی عبادت کر سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے کہ "اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو مساجد میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو روک کر ان کی تباہی کا موجب ہوتا ہے" مختلف مذاہب کے بعض پیرو جو سلوک محض تعصب کی بنا پر اپنے مخالفین کی عبادات اور معابد کے متعلق روا رکھتے ہیں۔ یہ حکم الہٰی ان کے خلاف فیصلہ دیتا ہے۔ ایسے لوگ دوسروں کو اپنے معابد میں صرف عبادت سے ہی نہیں روکتے۔ بلکہ معابد کو تباہ بھی کر دیتے ہیں۔ ایسی حرکات کی اس حکم الہٰی میں پر زور مذمت کرکے آزاد خیالی اور رواداری کا سبق سکھایا گیا ہے۔

اگرچہ موجودہ تمدن اور تعلیم نے مقدس مقامات کی بے حرمتی کا ایک حد تک سدباب کر دیا ہے۔ تاہم دنیا میں اس وقت بھی بعض ایسی قومیں ہیں۔ جو پرانے وحشیانہ عقائد کی پابندی تا حال لازمی سمجھتی ہیں۔ اور اس وقت بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے معابد میں کسی کو عبادت کی اجازت تو درکنار ان میں کسی کو داخل بھی نہیں ہونے دیتے۔ لہذا میں لنڈن میں اتحاد مذاہب کی تحریک کو تہ دل سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ عیسائی۔ یہودی۔ ہندو۔ بدھ اور پارسی اپنے اپنے معابد کے دروازے ایک خدا کی پرستش کرنے والوں کیلئے مساجد اسلامی کی طرح کھلے ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ تمام مذاہب کے معابد بہرحال خدا کے گھر ہیں۔ اور خدا کسی ایک کا نہیں۔ بلکہ سب کا ہے۔ ہر شخص کو عام اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ایسی جگہوں میں اپنے طرز اور طریق میں بغیر کسی مزاحمت کے خدا کی عبادت کر سکے۔ تاکہ مختلف مذاہب کے پیروؤں میں باہمی ہمدردی کے خیال پیدا ہو سکیں۔

دنیا میں کامل امن قائم رکھنے کیلئے ہر مسلم کو خدا کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر قسم کی شورشوں سے احتراز کرے۔ اور کسی حالت میں بھی اسے ملک کے امن کو برباد کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اسے حکم ہے۔ کہ بدی بشر تکبر نخوت اور خود پسندی جیسی برائیوں سے جنگ کرکے ان کو فتح کرے۔ کیونکہ جب تک لوگوں میں ایسی بُری عادات موجود ہیں۔ دنیا میں کامل امن نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے کہا ہے کہ نیکی اور بدی کبھی برابر نہیں۔ اس لئے بدی کے متعلق تمہارے حملہ کا مقابلہ تم انکسار اور تقویٰ اور طہارت کے ساتھ مقابلہ کرو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہارے جانی دشمن بھی دلی دوست بن جائینگے۔ نفرت اور کینہ نہایت مذموم فعل ہیں۔ جن سے بُرے نتائج کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔ صرف محبت سے ہی مفید اور پُر ثمر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے بنی نوع انسان سے ہمدردی اسلام کا ایک جزو ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا کے بندے بنو اور مخلوق سے بھائی بھائی ہو کر رہو۔ جو شخص اپنی اولاد اور خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا۔ خدا اس پر کبھی رحم نہیں کرتا۔ اور انسان کی اصلی دولت وہی ہمدردی ہے۔ جو وہ بنی نوع انسان سے کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تم کو انصاف کا حکم دیتا ہے۔ یعنی نہ صرف یہ کہ بھلائی کرنے والے سے ہی بھلائی کرو۔ اور نہ ہی کسی جوابی بھلائی کی امید پر کرو۔ بلکہ خدا کے لئے جملہ مخلوق خدا سے بھلائی کرو۔ اور وہ تم کو ہر قسم کی برائیوں سے روکتا ہے۔ تاکہ تم اپنے پیچھے اچھی یادگار چھوڑ جاؤ۔

ہمیں آپس میں الفت و محبت سے رہنا چاہیئے کیونکہ آخر کار ہم ایک ہی آسمانی باپ کی اولاد ہیں۔ جتنا ہم ایک دوسرے کے قریب ہونگے اتنا ہی خدا کے قریب ہوتے جائینگے۔ حضرت احمد قادیانی جس کی ذات سے مسیح کی آمد ثانی کی جملہ پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کرو۔ اور نہ زبان سے نہ ہاتھ سے کسی کو تکلیف دو۔ ان پر زیادتی نہ کرو۔ بلکہ ان سے نیک سلوک کرو۔ اپنے ماتحت کے ساتھ بھی تکبر و نخوت سے پیش نہ آؤ۔ گالی کے جواب میں بھی گالی مت دو۔ زمین پر عجز و انکساری سے چلو۔ اور بندگان خدا سے ہمدردی کرو۔ تاکہ تم اس کے ہاں قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو ظاہر میں بھیڑ ہیں مگر اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ اور بہت ہیں جو ظاہر صاف مگر اندر سے سانپ ہیں۔ تم خدا کے مقبول نہیں ہو سکتے جب تک تمہارے دل اور زبان ایک نہ ہوں اگر تم معزز ہو تو بڑائی پر تکبر نہ کرو۔ اور نہ دوسروں کو حقارت سے دیکھو بلکہ ان پر رحم کرو۔ اگر عالم ہو تو جہلاء کا مخول مت اڑاؤ۔ بلکہ انہیں مفید مشورہ دو۔ اگر تم مالدار ہو۔ تو غرباء کو حقارت سے مت دیکھو۔ بلکہ ان کی خدمت کرو۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔ ہلاکت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

جماعت احمدیہ شملہ کے ہفتہ واری جلسہ میں

انجمن احمدیہ شملہ ہفتہ وار جلسہ کرتی ہے۔ جس کی بڑی غرض جماعت کی تربیت اور انتظامی امور پر غور کرنا ہوتی ہے۔ عام پروگرام یہہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ایک رکوع کا درس۔ پھر دو تقریریں۔ اور بعد میں صدر انجمن کی طرف سے آئی ہوئی تحریکات پیش کرنا۔ اور پیش آمدہ انتظامی امور پر غور کرنا۔

درس سلسلہ وار ہوتا ہے۔ اگلے ہفتہ کے لئے رکوع کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ سب دوست گھر پر مطالعہ کرتے ہیں۔ جلسہ میں کسی ایک دوست کو کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ مقررہ رکوع کا ترجمہ اور تفسیر سنائے۔

۲۱ اگست ۱۹۲۶ء بروز اتوار بعد نماز ظہر جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح کی کوٹھی پر حضور کی اجازت سے منعقد ہوا۔

حضرت اقدس کی اجازت سے جناب امیر "خاں صاحب" منشی برکت علی صاحب نے خاکسار کو مقررہ رکوع سنانیکا حکم دیا۔ (میں صرف انہی امور کا ذکر کروں گا جن پر حضرت اقدس نے ریویو فرمایا۔)

خاکسار نے سورہ بقرہ آخری رکوع (جو آج کیلئے مقرر تھا) کا ترجمہ سنایا۔ آیت وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ تبدوا اور تخفوا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہ خیالات ہیں۔ جن کو انسان اگر چاہے۔ تو ظاہر کردے۔ اور اگر چاہے تو چھپالے۔ اس قسم کے خیالات چونکہ انسان کے اپنے ذاتی ہو جاتے ہیں جن پر اعمال کا سرزد ہونا منحصر ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے خیالات کا محاسبہ ہوتا ہے۔ ورنہ وہ خیالات جو آنی طور پر آتے ہیں۔ اور چلے جاتے ہیں۔ اور انسان انپر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ نہ ہی اسپر اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ ان پر محاسبہ نہیں۔

خاکسار نے بحیثیت تبلیغی سکرٹری جون اور جولائی کی تبلیغی رپورٹ سنائی۔ جس میں جماعت شملہ کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں مندرجہ ذیل عرضداشتیں پیش کیں۔

(۱) شملہ پولیٹیکل لحاظ سے ہندوستان بھر میں سب سے اول نمبر پر ہے۔ جہاں موسم گرما میں تمام ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی لیڈر جمع ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تبلیغ کے لئے مرکز کی طرف سے مشن ہونا چاہیئے۔

(۲) شملہ کی آبادی کے بکھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے اور مقامی جماعت کی قلت کیوجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ قریباً سب دوست ملازمت پیشہ ہیں۔ جو دن بھر دفاتر میں گذارتے ہیں تبلیغ میں سستی ہے (گو بعض دوست ایسے بھی ہیں۔ جو دن رات تبلیغی کام میں صرف کرتے ہیں۔) اگر مرکز کیطرف سے کچھ ماہوار رقم ملجائے۔ تو اس کی مدد سے تحریری تبلیغ ہو سکتی ہے جس کا سال گذشتہ میں تجربہ کیا گیا۔ اور موثر ثابت ہوئی۔

منشی عبد الحمید صاحب سکرٹری محکمہ مال نے جولائی ۱۹۲۶ء کی مالی رپورٹ سناتے ہوئے فرمایا۔ ہمارے بعض دوست شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ شملہ کے اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن انہوں نے تا حال چندہ شرح سے کم دینے کی اجازت حضرت اقدس سے نہیں لی۔

جناب امیر نے جماعت کی طرف سے حضور کی خدمت میں اڈریس پڑھا جس میں جماعت کے حالات پر تبصرہ تھا۔ اور حضور کی خدمت میں جماعت کا مخلصانہ سلام۔

اس تمام کارروائی کے اختتام پر حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک نہایت لطیف اور پر معارف تقریر فرمائی۔ جس کا مختصر سا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

حضور نے اس طرز پر جبکہ شملہ میں درس کا انتظام ہے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ دوسری جگہوں پر جہاں درس ہوتا ہے۔ عموماً ایک شخص درس دیتا ہے۔ لیکن یہاں کا درس سب سے نرالا ہے۔ اور نہایت مفید ہے۔ جہاں صرف ایک شخص درس دیتا ہے وہی اس کے لئے مطالعہ کرتا ہے۔ باقی سب سنتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ درس گاہ سے باہر نکل کر سننے والوں کو بالکل معلوم نہیں ہوتا۔ کہ درس میں کیا بیان کیا گیا۔ ان کی مثال بعینہ وہی ہوتی ہے۔ جو ماذا قال آنفا۔ کہنے والوں کی تھی۔ لیکن اس قسم کے درس میں جو یہاں ہوتا ہے۔ سب کو کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اور سنانے کے وقت سب طیار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو سنتے ہیں یاد رکھتے ہیں۔ تعلیم کے لئے یہ طریق سب سے اعلیٰ ہے۔ اور میرے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ ہے۔ اس طرح تھوڑے عرصہ میں سارے قرآن پر سب لوگ غور کر سکتے ہیں۔ دوسری جماعتیں اگر اس کی تقلید کریں۔ تو بہت فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ میں نے کشتی نوح کے متعلق یہہ طریق جاری کیا ہے۔ انجمن انصار اللہ میں (جو بچوں کی انجمن ہے) دو صفحے مقرر کر دئے جاتے ہیں۔ کہ بچے پڑھکر آئیں۔ پھر مجلس میں سوال کیا جاتا ہے۔ کہ بتاؤ ان دو صفحات میں سے کونسی ایسی بات ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی اور تمہیں پسند آئی۔ بچے مختلف جواب دیتے ہیں۔ جس سے ان کی طبیعت کے میلان کا پتہ لگ جاتا ہے اور ان کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔

مقررہ رکوع میں سے صرف وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی تفسیر کرونگا اس کا ترجمہ جو کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ گو نتیجہ درست ہو سکتا ہے عربی زبان میں دل میں خیال گذرنے کے بارے میں خطر ببالی آتا ہے۔ ما فی نفسی وہاں استعمال کرتے ہیں۔ جہاں خیالات دل میں قائم ہوں۔ ان خیالات کا ثبوت جو دل میں قائم ہوں۔ زبان اور اعمال ہوتے ہیں۔ وہ خیالات جو چھوڑے جاتے ہیں۔ ان کا اثر اعمال پر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافق اپنی منافقت کا اظہار زبان سے نہیں کرتے تھے۔ لیکن ان پر اعتبار نہیں کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ان کا زبانی اظہار اور ان کی قسمیں ان کے اعمال کے مطابق نہیں ہوتی تھیں۔ یہ غلط خیال ہے کہ قسم پر ہمیشہ اعتبار کیا جائے۔ شریعت نے ہر معاملہ کا فیصلہ قسم پر نہیں رکھا۔ کیونکہ انسان بدی کر کے اپنی عزت کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کی خاطر جھوٹی قسم اٹھا لیتا ہے۔ پس وہ انسان جس کے اعمال اس کی زبان اور قسموں کے مطابق نہ ہوں اسکی قسموں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ برخلاف اس کے اگر کوئی منفرد بدی ہو جو کسی سے صرف ایک ہی دفعہ سرزد ہوئی ہو اسپر بغیر قسم کے بدی کرنے والے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پس آیت مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ خیالات جو انسان کے دل میں قائم ہوں۔ انکا اظہار خواہ زبان سے کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ خود بخود پھوٹ پھوٹ کر اعمال کے ذریعہ سے ظاہر ہونگے۔ اور اس لئے وہ قابل مواخذہ ہونگے۔ یہ آیت مومن کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ کیونکہ نفاق کبھی چھپا نہیں رہتا۔ منافق اپنی عزت کا خواہاں ہوتا ہے۔ اور اس مدعا کے حصول کے لئے وہ ان لوگوں کی تحقیر کے درپے ہوتا ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے عزت دی ہے۔ اور اس طرح خود ذلیل ہوتا ہے۔

تبلیغی رپورٹ پر ریویو کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ شملہ اور دہلی میں تبلیغی مرکز قائم کریں۔ لیکن اس کی بنیاد نہایت اہم امور پر ہے۔ مرکزی مبلغ ان لوگوں کو تبلیغ کریگا۔ جن کو لوکل جماعت کے آدمی نہیں کر سکتے۔ اور اس کا کام حکام سے ملاقاتیں کرنا بھی ہوگا۔ پس مرکز کی طرف سے مبلغ مقرر کئے جانے کے یہہ معنے نہیں۔ کہ مقامی جماعت تبلیغ کے کام سے سبکدوش ہو جائیگی۔ جو کام مقامی آدمی کر سکتے ہیں۔ وہ کام مرکزی مبلغ نہیں کریگا۔ وہ اپنا کام کریگا۔ اور جماعت اپنا کام کریگی۔ یہ غلط خیال ہے کہ تبلیغ تحریری طور پر یا لکچر کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک سب سے بڑا اور موثر طریقہ تبلیغ کا ملاقاتیں ہیں۔ یہ عذر کہ شملہ کی آبادی بکھری ہوئی ہے اور دوست دور دور رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ملاقاتوں میں دقت ہے۔ میرے نزدیک درست نہیں۔ آخر جہاں جہاں احمدی رہتے ہیں۔ ان کے آس پاس دوسرے لوگ آباد ہیں۔ ایسے لوگوں میں تبلیغ

ے موقع نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ٹوٹی کنڈی والا شملہ آکر تبلیغ کرے۔ اور شملہ والا کسی دوسری جگہ۔ بلکہ ہر ایک اپنے اردگرد کے لوگوں میں تبلیغ کرے۔ تبلیغ کیلئے سب سے پہلے ضرورت اسبات کی ہے۔ کہ جسے تبلیغ کرنی ہے۔ اس کے مذاق کو معلوم کیا جائے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ تم وفات مسیح پر دلائل دینا شروع کرو۔ اور اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ بلکہ اس کا دل اس بات میں پگھلا جاتا ہو۔ کہ مسلمان دن بدن گر رہے ہیں۔ پس تبلیغ کرنے والے کو چاہیئے۔ کہ سب سے پہلے طبیعت کے میلان کی کھڑکی کو تلاش کرے۔ اور اس کے ذریعہ اس کے اندر داخل ہو۔ اگر ہر ایک احمدی ایک ایک دوست تلاش کرے اور اسے متواتر تبلیغ کرے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک سال کے اندر کیوں تبلیغ اپنا اثر نہ کرے۔ آج وہ دن نہیں ہیں۔ کہ لوگ ہماری جماعت کو ایک عارضی جماعت سمجھکر نظر انداز کردیں۔ بلکہ اب جماعت ان مراحل سے نکلکر اہمیت اختیار کرچکی ہے۔ اور لوگ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت مٹ نہیں سکتی۔ اس لئے طبائع غور کرنے لگ گئی ہیں۔ اگر ہر ایک احمدی میری اس نصیحت پر عمل پیرا ہو تو ایک سال کے اندر جماعت دگنی ہوسکتی ہے۔ کئی جماعتوں کو جن کی ترقی سالہا سال سے رکی ہوئی تھی۔ میں نے یہ گر بتایا ہے۔ اور اسپر عمل کرنے سے انہوں نے بہت ترقی کی ہے۔

مالی رپورٹ کے بارے میں حضور نے فرمایا۔ اجازت حاصل کرنے کے بغیر چندہ شرح کے مطابق نہ دینا جرم ہے۔ دنیاوی امور میں بھی اگر انسان اپنے معاملات میں خود جج بن کر فیصلہ کرلے اور اس کے مطابق عمل درآمد کرے۔ تو مستوجب سزا ہوتا ہے۔ پس انسان چندہ کے معاملہ میں بھی آپ اپنا جج نہ بنے۔ بلکہ اپنے حالات پیش کرکے فیصلہ چاہے۔ اور اگر واقعی معذور ٹھہرایا جائے تو چندہ کی شرح میں کمی کی جاسکتی ہے۔ شملہ کی زیادتی اخراجات چندہ کی کمی کے لئے معقول عذر نہیں ہے۔ کیونکہ شملہ میں مقابلتاً تنخواہیں بھی زیادہ ملتی ہیں۔ چندہ کی کمی کا سوال وہاں اٹھایا جاسکتا ہے جہاں آمد کے مقابلہ میں اخراجات کی کوئی نسبت نہ رہی ہو۔ اور ایسے حالات میں چندہ میں تخفیف کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ لیکن اپنے متعلق خود فیصلہ کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ یورپ میں شملہ سے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس بات کے وہاں بھی لوگ اس قسم کے پیدا ہوگئے ہیں۔ جو چندہ شرح کے مطابق دیتے ہیں۔ مثلاً مس بڈ (ہدایت) جسے ہم نے چندہ وہاں خرچ کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ اپنے باشرح چندہ کا باقاعدہ حساب روانہ کرتی ہے۔ اس طرح کے لوگ اگر یورپ جیسی گراں اخراجات کی جگہ میں ہوسکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ شملہ کے لوگ باشرح چندہ نہ دے سکیں۔ اعمال نیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اگر نیت کرلی جائے۔ تو ایک بشاشت پیدا ہوجاتی ہے۔ تمام آرام اور سکھ نیت سے وابستہ ہوتا ہے۔ پس اگر نیت یہ ہو۔ کہ چندہ شرح کے مطابق دینا ہے۔ تو چندہ دینے میں سہولت پیدا ہوسکتی ہے۔ آج ہمیں بہت قربانیوں کی ضرورت ہے۔ یہ دن فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اور وہ فیصلہ ہماری اپنی قربانیوں پر ہوگا۔ پس دوست اپنی نیتوں اور خیالات میں اخلاص پیدا کریں۔ اور اپنے آپکو بڑھ بڑھ کر قربانیاں کرنے کیلئے تیار کرلیں۔ تاکہ فیصلہ ہمارے حق میں اور جلد ہو۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ جب تک ہم اپنی ذاتی ضروریات پر دینی ضروریات کو عملاً ترجیح نہیں دیتے۔ ہمارا دعوےٰ کہ ہم مال قربان کرتے ہیں۔ ہم جان قربان کرتے ہیں۔ فضول ہوگا۔ تعوذ عقد ہمت کے لئے بہت ضروری چیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز سوتے وقت تین دفعہ آیت الکرسی اور تین دفعہ تینوں قل پڑھا کرتے تھے۔ اگر آنحضرت صلعم کو تعوذ کی ضرورت تھی۔ تو ہمیں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے دوست ہمتوں کو مضبوط کریں۔ اللہ تعالےٰ سے مدد چاہیں۔ اور اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے عملی میدان میں اتر آئیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

اختتام جلسہ پر حضرت صاحب کا معہ خدام فوٹو لیا گیا۔ فوٹوگرافر صاحب نے حضرت اقدس کا علیحدہ فوٹو بھی لیا۔

حضرت صاحب نے جماعت شملہ کی چاء سے تواضع کی۔ اور اس طرح شام کے قریب، جماعت روحانی اور جسمانی غذا کھانے کے بعد خوش وخرم اپنے پیارے امام سے رخصت ہوئی۔

خاکسار عبدالسلام عفا عنہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ شملہ۔

جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ
مسلمانوں میں بیداری کے آثار

جماعت احمدیہ جس جوش درد اور خلوص دل کے ساتھ اہل اسلام کی حالت کو بہتر بنانے کی فکر میں ہے۔ اس کی مثالیں ناظرین مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مفصلہ ذیل اطلاعات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی کوششوں سے ضلع جھنگ میں تقریباً ۲۰-۲۲ نئی دکانیں مسلمانوں کی کھلی ہیں۔ اور مسلمانوں میں باہمی ہمدردی کا جذبہ اس حد تک ترقی پر ہے کہ جو دکاندار پہلے صرف دو چار روپے کا سودا بیچتے تھے۔ اب ان کی بکری تقریباً ۵۰-۶۰ روپیہ یومیہ ہے۔

۲۔ مورخہ ۲۵ راگست جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے زیر اہتمام مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ کہ بزرگان دین اور بانیان مذاہب کی ہتک کے متعلق ایک ایسا مکمل قانون بنائے جس میں تمام وہ باتیں جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے پیش کی ہیں۔ موجود ہوں۔ حاضری تین ہزار تھی۔

۳۔ حافظ جمال احمد صاحب نے ۲۵ راگست کو موضع بھاڈ گھسیٹ پور میں ایک تقریر فرمائی۔ دس مواضعات کے لوگ جمع تھے۔ آپ نے اتحاد بین المسلمین پر زور دیا۔ نیز فضائل رسول اکرم بیان کئے۔ مسلمانوں کو اپنی اقتصادی حالت کے بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ جس سے لوگوں میں زندگی کی روح پیدا ہو رہی ہے۔

۴۔ میونسپلٹی ساہیوال نے ہندو اور اسلامیہ گرلز سکول توڑ دیئے تھے۔ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے مسلمانوں نے جلسہ کیا۔ کیونکہ قصبہ مذکور میں ہندوؤں کے دو اور قومی سکول ہیں۔ مگر مسلمانوں کا ایک بھی نہیں۔ خود مسلمانوں کو بھی لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

(۵) ۱۹ تا ۲۱ راگست فیروزپور میں بالمیک کانفرنس ہوئی جہاشہ کرشن ایڈیٹر پرتاپ اور دوسرے آریہ موجود تھے۔ مسلمانوں کے خلاف بالمیکوں کو بہت بھڑکایا گیا۔ ان کو بتایا گیا کہ مسلمانوں نے بالمیک کو چوہڑا اور ڈاکو لکھا ہے۔ ایم محمد علی صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ فیروزپور نے لیکچرار سے حوالہ طلب کیا۔ مگر وہ کوئی جواب نہ دیسکا۔ آخر کار صاحب صدر نے اس کی تردید کی۔ آریوں کی انتہائی کوششوں کے باوجود ایک بھی اشدھ نہیں ہوا۔

(۶) حافظ محمد حسین صاحب حنفی پنڈ دادنخاں سے لکھتے ہیں۔ کہ مولوی مبارک احمد صاحب احمدی کے یہاں آنے سے مسلمانوں میں بیداری کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ آپ نے کئی ایک لیکچر دیئے جن میں اسلام کی خوبیاں بمقابلہ دیگر مذاہب اور رسول کریمؐ کا مقابلہ دیگر مذاہب کے بانیوں سے کیا۔ اور اسلام اور رسول اسلام کی فضیلت وبرتری ثابت کی۔ نیز آپس میں السلام علیکم کہنے کی تلقین کرنے کیلئے آپ ایک دن ایک شارع عام پر صبح سے ۱۲ بجے دن تک کھڑے رہے۔ اور ہر راہگذر کو اس کا عملی سبق دیا۔

نیز آپ نے اہالیان پنڈ دادنخاں کو ایک مکتوب بھیجا۔ جس میں تعلیم اسلام پر عمل کرنے اور اپنی اقتصادی حالت سدھارنے کی تلقین کی۔ لوگوں نے اس کو خوشی سے سناہے۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے کمیٹی بن رہی ہے۔ مولوی صاحب کے اخلاق حسنہ کے لوگ بہت مداح ہیں۔

شملہ پر قانون توہین مذاہب اور تحفظ ناموس انبیاء علیہم السلام کیلئے

حضرت امام جماعت احمدیہ کی سرگرمیاں

ہندو مسلم اتحاد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کی بار آور مساعی اور مصروفیت

اتحاد بین المسلمین کی عملی روح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (امام جماعت احمدیہ) ۱۴ اگست ۱۹۲۷ء کو شملہ تشریف لائے۔ آپ کے سفر کے اغراض میں ہندوستان کی مذہبی دنیا میں فضائے امن پیدا کرنا اور انبیاء علیہم السلام اور تمام مذاہب کے ہادیوں اور بانیوں کے ناموس کا تحفظ تھا۔ اس مقصد کو لے کر باوجودیکہ آپ کی صحت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ آپ کسی دوسری جگہ جا کر آرام فرماتے۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں میں جو فضا بعض توہین آمیز رسالوں اور کتابوں کی اشاعت نے پیدا کر دی ہے۔ اور جس نے ہندو مسلم فسادات کی صورت اختیار کر لی۔ اس حالت میں آپ خاموش نہیں رہ سکتے تھے +

ہندوستان کے مسلمان عموماً اور پنجاب کے خصوصاً اس سے آگاہ ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے ملک میں فضائے امن اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور انکی اقتصادی حالت کی اصلاح اور ترفع کے لئے جو کام حضرت امام کی ہدایات کے ماتحت ہو رہا ہے اس نے نہ صرف مسلمانوں کو بیدار کر دیا ہے۔ بلکہ ہندو قوم کو بھی یہ احساس ہو گیا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کی اقتصادی حالت میں انقلاب یقینی ہے۔ اس لئے کہ جماعت احمدیہ کی مستحکم تنظیم انکی عملی قوت کا وہ تبلیغی میدانوں میں پورے طور پر مشاہدہ کر چکے ہیں۔ راستبازوں کے ناموس کی صیانت و حفاظت کا کام احمدی جماعت نے آج شروع نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۵ء میں اسکی بنیاد رکھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بنیاد پر ایک عالیشان قصر کی تعمیر کے لئے اپنی طاقتوں اور کوششوں سے کبھی مضائقہ نہیں فرمایا۔ آپ نے ۱۹۱۴ء سے جبکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی ردا پہنائی۔ اس کے لئے مسلسل کوشش کی۔ اور بارہا حکومت اور مختلف مذاہب کے لیڈروں کو اس پر متوجہ کیا۔ لیکن کسی ایک یا دوسری وجہ سے اس پر توجہ نہ ہوئی۔ یہ عدم توجہی آپ کی مساعی کو کمزور نہ کر سکی اور برابر آپ اس کے لئے سعی فرماتے رہے۔ اب جبکہ آب از سر گذشت والا معاملہ ہو گیا تو آپ نے اولوالعزمانہ ہمت سے توہین مذہب کے ذلیل اور ناپاک فعل کے انسداد کے لئے اپنی تمام تر کوشش کو لگا دیا وہ کثیر التعداد پوسٹر جنہوں نے ملک میں بیداری پیدا کر دی۔ اور گورنمنٹ کو محسوس ہو گیا۔ کہ بدوں قانون یہ انسداد ممکن نہیں آج نتیجہ خیز اور بابرکت ثابت ہوئے۔ اور گورنمنٹ نے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ اور قانونی کونسل میں جدید قانون پیش ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے شملہ آ کر اس قانون کو کارآمد اور مفید بنانے کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ نہ صرف مسلمان ممبران اسمبلی سے تبادلہ خیالات کریں۔ بلکہ ہندو لیڈروں سے بھی گفتگو کی۔ اور وائسرائے کے محکمہ داخلیہ کو اپنے منشاء سے آگاہ فرمایا +

مہاراشٹر پارٹی کے مشہور و معروف لیڈر مسٹر کلکر اور مسٹر بھیلو نے حضرت امام جماعت احمدیہ سے۔ ان کے فرودگاہ پر تشریف لا کر تبادلہ خیالات کیا۔ اور جو مسودہ قانون حضرت امام نے پیش کیا تھا۔ اس سے اتفاق کیا۔ اسی طرح مسلمانوں کے مشہور لیڈر مسٹر محمد علی جناح۔ اور مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی صاحبزادہ سر عبدالقیوم صاحب۔ اور خان محمد نواز خان صاحب مولانا محمد شفیع صاحب داؤدی۔ اور بعض دوسرے اصحاب مثل مولانا محمد عرفان صاحب وقتاً فوقتاً تشریف لائے۔ اور انہوں نے اس قانون کے تمام پہلوؤں پر گھنٹوں بیٹھ کر تبادلہ خیالات اور حضرت امام کے مسودہ کی بیرسٹروں نے صرف تعریف ہی نہیں بلکہ تائید فرمائی۔

حضرت امام نے صاف طور پر لکھ دیا تھا۔ کہ میں اس مقصد کا قانون چاہتا ہوں۔ جس سے تمام راستبازوں کے ناموس کی حفاظت ہو۔ خواہ وہ کسی مذہب اور قوم کے ہوں۔ الفاظ قانون پر میں زور نہیں دیتا۔ اس لئے کہ یہ ماہرین قانون کا کام ہو گا۔ کہ وہ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر الفاظ تجویز کریں۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ نے اپنا مسودہ شائع کر دیا۔ یہ اسلام کی عظیم الشان فتح ہے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ کی آواز پر مسلمانوں کی متفقہ صدا کے باعث ظہور میں آئی ہے۔ اس نے ظاہر کر دیا ہے کہ اگر وہ اسی طرح اپنی مشترکہ قوتوں سے اتحاد عمل کرینگے۔ اور حضرت امام نے ان کی اقتصادی اصلاح کے لئے جو پروگرام تجویز کیا ہے۔ نہیں نہیں جو عملی طور پر شروع ہو چکا ہے اسپر کاربند ہونگے تو انکی مرفع الحالی کا زمانہ بہت ہی قریب ہے مسلمان ممبران اسمبلی اور بعض دوسرے مسلمان لیڈروں کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت سر نواب ذوالفقار علی خان صاحب ۲۸ اگست ۱۹۲۷ء کو لونگ وڈ ہوٹل میں ہوا تھا۔ حضرت امام نے اپنی تقریر میں قانون کی ضرورت اور موجودہ قانون کے نقائص اور اصلاح کی طرف سب کو توجہ دلائی۔ اور اصولاً اس روح کو قبول کیا گیا جو حضرت امام کے مسودہ میں ہے۔ اور کوشش کی جائیگی کہ اسے قائم رکھتے ہوئے قانون کو پاس کرایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا مسودہ شائع ہو چکا ہے۔ ہندوستان ٹائمز جیسے اخبار نے اسے نہایت اہم اور ضروری قرار دیا ہے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ نے اپنی ایک پرائیویٹ ملاقات میں اصولی طور پر اتفاق ظاہر کیا۔ غرض یہ ایک عظیم الشان کامیابی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے راستبازوں کا تحفظ فرمایا۔ اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی عزت کے تحفظ کے لئے نہ صرف اپنی زندگی بھر کام کیا۔ بلکہ اپنی جماعت کو اسپر قائم کر دیا۔ مذہبی دنیا میں امن اور ہندو مسلم فسادات اور منافقات کا سدباب کسی عارضی تجویز سے نہیں ہو سکتا بلکہ اسکی ایک ہی راہ ہے کہ اس صراط مستقیم کو اختیار کیا جائے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے پیش کیا ہے +

اگر ہندو مسلم لیڈر اور مختلف مذاہب کے سرگروہ آج سے بیس سال پیشتر اس پر توجہ کرتے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکے سامنے یہ امر پیش کیا تھا۔ اور اگر وہ اس موقعہ کو کھو چکے تھے۔ تو حضرت امام نے متعدد موقعوں پر ہندو مسلم اتحاد پر تقریریں کیں۔ پمفلٹ شائع کئے اور اہل ملک کو توجہ دلائی تھی اسی سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ تو آج ملک کی اس اخلاقی کمزوری کا مشاہدہ نہ ہوتا۔ جو ہادیان مذہب کی توہین کی صورت میں ہو رہا ہے۔ اور اسکے لئے ہم حکومت سے قانون بنوانے پر مجبور ہوئے مذہب جو اخلاق کا معلم اور امن و صلح کا واعظ ہے اسے ان ناپاک اور گندی تحریروں نے ذلیل کیا۔ اور قانون کو ضروری قرار دیا۔ بہرحال قانون اب پیش ہے اور چند روز میں پاس ہو کر ایک حد تک ان ذلیل اور کمینہ حملوں کا خاتمہ کر دیگا۔ جو راستبازوں کے سرداروں پر کئے جاتے تھے

حضرت امام نے ہندو مسلم مناقشات کو دور کرنے کے لئے اپنی مساعی کو کبھی چھوڑا نہیں۔ باوجودیکہ آپ کے سامنے تبلیغ اسلام اور تربیت جماعت اور تنظیم قوم کا ایک عظیم الشان مقصد اور کام ہے۔ آپ نے ملک میں فضائے امن پیدا کرنے کے ہر موقعہ کو مفید بنانا چاہا۔ ایک طرف اس مقصد کے لئے پنجاب کے مرکز میں اپنی تقریروں کے ذریعہ اور کل ملک میں تحریروں کے ذریعہ رہنمائی کی اور گورنمنٹ کو دوسری طرف صحیح مشورہ دینے میں مضائقہ نہ کیا۔ چنانچہ پہلے سال آپ نے ہندوستان کے وائسرائے کو جو چٹھی ہندو مسلم مناقشات پر لکھی اور اسباب اور ذرائع انسداد پر جو بحث اس میں کی وہ آج بھی ملکی لیڈروں کیلئے رہنمائی کرتی ہے چونکہ ان تمام تحریکات میں اخلاص ملک اور قوم کی فلاح کا زبردست اور حقیقی جذبہ کام کرتا تھا۔ آپ نے اس کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ کہ مختلف گوشوں سے اس کے متعلق کیا آواز اٹھتی ہے۔ وائسرائے نے اسوقت یہ خیال کیا تھا۔ کہ باہمی رواداری اور سمجھوتے کے اصول پر شاید اصلاح ہو جائے۔ اور جو مشورہ اسے رونڈ ٹیبل کانفرنس کے متعلق دیا گیا تھا۔ اسوقت اسے غیر ضروری سمجھا لیکن اب ۹ ار اگست کو جو تقریر وائسرائے بہادر نے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران کے متعلق کونسل آف سٹیٹ اور مجلس وضع قوانین کے ممبروں کے روبرو کی ہے۔ اس میں اپنی اسی رائے کو نظر ثانی کے قابل ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ ایک سال گذرا کہ بعض معتقد اصحاب نے مجھکو توجہ دلائی تھی۔ کہ میں ایسی کانفرنس منعقد کروں۔ جو ان اسباب پر غور کرے۔ جو امن کے کفیل ہو سکیں۔ بعض وجوہات جو اسوقت مجھکو یقینی معلوم ہوتی تھیں میں نے اسوقت کوئی کارروائی کرنی مناسب نہ سمجھی۔ لیکن اس عرصہ میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے میں مجبور ہو گیا کہ میں اپنے فیصلہ پر جو اسوقت کیا تھا۔ نظر ثانی کروں۔" جناب وائسرائے کی اس صاف بیانی اور اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کے اعتراف کی روح انہیں قابل تحسین بنا دیتی ہے۔ اور ہر حکمران کا یہی شیوہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی رائے پر اگر اس کی اصلاح کی جائے۔ اور وہ معقول ہو اصرار نہ کرے میں سمجھتا ہوں۔ یہ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اسے ایسا وائسرائے ملا ہے۔ جو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کو آمادہ ہے۔

حضرت امام کو ہندو مسلمان اتحاد کی مساعی جمیلہ کی یہ کھلی فتح ہے ہم اس فتح پر اسلئے خوش نہیں۔ کہ ہماری آواز موثر اور بالآخر نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ بلکہ ہم کو افسوس ہے کہ اگر ایک سال پہلے اس پر عمل ہو گیا ہوتا تو ہندوستان کی تضا فضائے امن ہوتی۔ تاہم اگر اسوقت بھی اس پر اخلاص یکجہتی اور صداقت شعاری سے حکومت اور ہندو مسلمان لیڈروں نے عمل کیا تو بہترین نتائج کی توقع ہے۔

۳۰ اگست ۱۹۲۷ء کو ہندو مسلم لیڈروں کا ایک مشترکہ اجلاس غیر ضابطہ طور پر کونسل چیمبر کے ایک کمرہ میں ہوا۔ حضرت امام کو بھی اس میں دعوت دی گئی تھی۔ دراصل یہ ممبران اسمبلی کا اجلاس کہنا چاہیئے۔ تاہم علی برادرز مولوی ظفر علی خان صاحب بھی اس میں موجود تھے۔ اس اجلاس میں پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ڈاکٹر مونجے۔ لالہ لاجپت رائے۔ مسٹر سری نواس آئینگر اور پنڈت نیکی رام وغیرہ ہندو لیڈر اور مسٹر محمد علی جناح صدر جلسہ سر عبدالقیوم۔ سر عمر حیات خان صاحب ٹوانہ سر ذوالفقار علی خان صاحب معتقد مسلمان ممبران موجود تھے۔ کچھ عرصہ تک اس پر گرما گرم تقریریں اور باہمی سمجھوتے کے طریق پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ جلسہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں وائسرائے بہادر کی اس تقریر کا ایک نتیجہ تھا۔ اس میں پہلے سے مسٹر شعیب قریشی اور مسٹر گوکل چند نارنگ کی ایک مشترکہ اپیل امن و اتحاد کے لئے پیش کی گئی تھی۔ اور اس کی اشاعت کے لئے مسٹر جناح کو بعض ضروری تبدیلیوں کے لئے اختیار دیا گیا۔ حضرت امام نے اپنی تقریر میں اتحاد کے صحیح اور مستقیم طریق پر روشنی ڈالتے چاہی اور مسلمانوں کے اقتصادی حقوق کی حفاظت و صیانت پر زور دیا۔ لیکن چونکہ سردست یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ یہ اپیل محض ایک اپیل اور عارضی اور ابتدائی اپیل ہے۔ اتحاد کے لئے ضروری اصول کسی بعد کے جلسہ میں طے ہونگے۔ جہاں بالتفصیل بحث ہوگی۔ (یہ جلسہ غالباً ۷ ار اگست ۱۹۲۷ء کو ہوگا) اس لئے حضرت امام نے تفصیلی بحث کو اس وقت کے لئے رکھا۔

حضرت امام اپنے مطالبات کو جو مسلمانان ہند کے لئے ہر نوع مفید اور ضروری ہیں پیش کریں گے۔ ان مطالبات سے مسلمانوں کی اقتصادی اور سیاسی حالت میں نہایت خوشگوار اور عظیم الشان انقلاب انشاء اللہ ہو جائیگا۔

مسلمانوں کی دنیوی ترقی کا راز چونکہ ان کی تجارتی ترقی اور صنعت میں مخفی ہے۔ اور اس کے لئے جماعت احمدیہ اپنے امام کی ہدایت کے ماتحت جو کام کر رہی ہے وہ بیش قیمت نتائج پیدا کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اصل کو محکم پکڑ لیں۔ اور اس موقعہ کو جو انہیں خدا تعالیٰ نے بیداری کے لئے پیدا کر دیا ہے۔ ہاتھ سے نہ دیں۔ انجمن ترقی اسلام قادیان نے اس غرض کے لئے جو کام عظیم الشان پیمانہ پر جاری کیا ہے۔ ملک کے ہر حصہ سے اس کی قبولیت اور کامیابی کی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ میں نے ان واقعات کو محض ایک رپورٹ کے طور پر اس لئے پیش کیا ہے۔ کہ جہاں شملہ کی بلند و بالا گھاٹیوں پر لوگ اپنے ذاتی آرام و تعیش کے لئے آتے ہیں۔ حضرت امام شبانہ روز اپنے سکرٹریوں کو لے کر مسلمانوں کی موجودہ حالت کے درد سے بیقرار ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو رہے ہیں۔ حالات نہایت امید افزا ہیں۔ اسمبلی کے جن مسلمان ممبروں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے اب تک ملاقات کی ہے۔ اور ہندو قوم کے لیڈروں نے ذاتی ملاقات یا اسی جلسہ میں ملاقات کے بعد جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہیں۔ میں نے ایک ہندو رئیس کو جو اپنی بے تعصبی اور مرنجان مرنج پالیسی کے لئے مشہور ہے۔ اتحاد کے ابتدائی جلسہ کے بعد یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ اب جبکہ مرزا صاحب نے بیڑا اٹھایا ہے۔ تو اتحاد اور صلح کی بہت امید ہے۔

مسلمانان ہند نے عموماً اور پنجاب نے خصوصاً دیکھ لیا ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان معاملات میں ان کی کس طرح پر رہنمائی کی ہے۔ اپنے اور جماعت کے وقت اور روپیہ کی قربانی میں اس مقدس کام کے لئے قطعاً پرواہ نہیں کی گئی۔ اور باوجودیکہ آریہ اخبارات شور مچا رہے ہیں۔ لیکن سلیم الطبع اور شریف مزاج ہندو بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے مفید و موثر کوششوں کا آغاز حضرت امام جماعت احمدیہ کی رہنمائی سے ہو گیا ہے۔ ان کے دل امید سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ انکے حقوق کی حفاظت کا کام نہایت دیانتداری اور امانت سے کیا جائیگا۔ اور کوئی طاقت کوئی لالچ۔ کوئی تعریف کوئی مذمت حضرت امام کو اس مقصد عالی کے حصول سے نہ روک سکے گی۔ وہ جن مطالبات کو اہم ضروری اور اپنی قوم کی بھلائی کے لئے بطور نصب العین اور اصول سمجھتے ہیں۔ انہیں کسی چیز پر قربان نہیں کیا جائے گا۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اپنی عقد ہمت استقلال اور کامل اعتماد کے ساتھ ان کوششوں کو بار آور بنانے کی فکر کریں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا قانون یہی ہے۔ کہ جو برکات اجتماع اتحاد فی العمل پر موقوف ہیں۔ وہ اسی راہ سے آتی ہیں۔ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے۔ اور وہ ایک مسلم کو دنیا میں مکرم و ممتاز بنانا چاہتا ہے۔ علمی حیثیت سے اخلاقی حیثیت سے مادی اور اقتصادی رنگ میں اور سیاسی اور سب سے اول اور آخر روحانی رنگ میں پس تم واقعات حاضرہ اور حالات موجودہ سے سبق لے کر اصلاح امت کے اس کام میں کھڑے ہو جاؤ۔ کہ تمہاری اقتصادی آزادی کا راز اسی میں ہے۔

بروقت یہ صور پھونکا گیا ہے۔ اس آواز کو صدا بہ صحرا نہ ہونے دو۔ گذشتہ تحریکوں کے تجربوں کو بھول جاؤ۔ اس تحریک میں ایک قوت اور طاقت ہے۔ جو کام کر رہی ہے۔ اور وہ خدا کی تائید ہے۔

مُبارک وہ جو ہماری بات سُنے ؎ (عرفانی)

وصیتیں

۲۵۲۳ میں برکت علی ولد امیر بخش قوم آوان قریشی ساکن بھبو دال تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد قریباً ۴ گھماؤں زمین بارانی واقعہ موضع بھبو دال میں ہے۔ جس میں سے ایک گھماؤں رہن ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس زمین کے علاوہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ ۳۰ ماہوار ہے۔ میں تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی ماہوار آمدنی کا آٹھواں حصہ کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقوم میرے متروکہ جائداد کے حصہ موعودہ سے منہا کر دیا جائیگا۔ ۴ نومبر ۱۹۲۶ء بقلم خود برکت علی موصی گواہ شد حکیم محمد نیر ولد نظام الدین گواہ شد سراج الدین احمد۔ احمدی۔ سامانوی حال ملازم شفاخانہ ہیڈ مرالہ سیالکوٹ۔

۲۶۷۴ میں فاطمہ بی بی زوجہ برکت علی احمدی ساکن رحیم پور کچیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی ۳۰۰ اور مہر ۲۰۰ ہے۔ اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں حصہ جائداد کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی زندگی میں کر جاؤں وہ حصہ موعودہ سے منہا کی جاویگی۔ نوشتہ بمقام قادیان فاطمہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد برکت علی خاوند موصیہ گواہ شد شیخ محمد بخش بٹالوی بڑا بازار قادیان

۲۶۶۴ میں عبد الکریم ولد امام الدین قوم شیخ انصاری عمر ۳۵ سال ساکن گہلن ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد سوائے مکان کے نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد ۳۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یکم مئی ۱۹۲۷ء عبد الکریم ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل نکودر گواہ شد حافظ محمد عبد اللہ سکرٹری برادر موصی گواہ شد عبد العزیز مولوی فاضل عربک ٹیچر۔ ڈی۔ بی۔ ہائی سکول نکودر۔

۲۵۹۰ میں فتح الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ولد شیخ مولا بخش عمر ۳۹ سال ساکن موضع کلار خورد ضلع سینگرور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اراضی چاہی ۸۰ بیگہ خام واقعہ موضع کلار خورد (۲) ایک سکنی مکان واقعہ موضع مذکور (۳) اراضی سکنی ایک کنال دار الرحمت قادیان مگر میرا گذارہ جائداد کے علاوہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا چھٹا حصہ ماہوار بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری موجودہ آمدنی ماہانہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اسقدر روپیہ اس متروکہ کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ خاکسار فتح الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن حال پشاور وارد قادیان گواہ شد سید محمد اشرف حال وارد قادیان گواہ شد نیک محمد غزنوی ثم قادیانی گواہ شد عزیز احمد

استہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

روبکار باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن

مقدمہ دیوانی ۳۵۴ بابت ۱۹۲۷ء

دیر سنگھ ولد ہیرا سنگھ قوم جٹ ساکن سرہالی کلاں تحصیل ترنتارن مدعی

بنام

آتما سنگھ ولد تارا سنگھ قوم جٹ ساکن جھرانہ حال چک ۲۲۴ گ ب ضلع

دعویٰ

دخلیابی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی آتما سنگھ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام آتما سنگھ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آتما سنگھ مذکور بتاریخ ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۹۲۷ء بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کریگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۶ ماہ اگست ۱۹۲۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

استہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سب جج چہارم صدر شاہپور

دعوے دیوانی ۵۲۱

دکان ہرا سنگھ۔ ہرنام سنگھ واقعہ نور پور بذریعہ ہرنام سنگھ رودر بانکا کنا نور پور

بنام

پریم سنگھ معروف دین محمد نو مسلم ولد گورمکھ سنگھ کنا نور پور حال چک ۱۶۱ تحصیل ۱۲ تحصیل چیچہ وطنی ضلع منٹگمری

دعویٰ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ماہ ۲ اکتوبر بمقام صدر سامنے حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی آج بتاریخ ۳۰ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

مہر عدالت دستخط بخط انگریزی

استہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خانصاحب سید بڈھے شاہ صاحب آنریری سب جج بہادر ضلع امرتسر

مقدمہ ۱۵۱ دعوی نمبر ۹ بابت ۱۹۲۷ء

گنپت رائے ولد تلسی رام سکنہ امرتسر کٹرہ ایلووالیہ حال کراچی معرفت جیا رام ٹھاکر داس مدعی

بنام

مدن چند ولد میر سکھ رائے قوم اگروال سکنہ امرتسر کٹرہ ایلووالیہ مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ مذکور دیدہ دانستہ تعمیل سمن اور محکمہ ہذا میں پیش ہونے سے گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو حاضر عدالت نہ ہوگا۔ تو کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

ضمیمہ نمبر ۲۱ | اخبار الفضل قادیان | ۹ ستمبر ۲۷ء

ایڈیٹر غلام نبی

علاقہ تیراہ کے سُنّی شیعہ فساد کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کا

اعلان

ضرر رسیدگان کی امداد کی تحریک

شملہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل اعلان بذریعہ تار ارسال فرمایا ہے

شملہ ۷ ستمبر سرحدی آزاد علاقہ کے شیعہ سُنی فساد کی اطلاعیں ان لوگوں کے لئے جن کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ سخت صدمہ کا موجب ہوئی ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مفید کام کے ایک حصہ کو جو پچھلے چند ماہ میں ہونے گیا۔ اس سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ اگر ہم آپس میں صلح و آشتی سے نہیں رہ سکتے۔ تو ہمارا کوئی حق نہیں۔ کہ ہم دوسری اقوام سے مطالبہ کریں۔ کہ ہماری عزت کریں۔ وہ جو کہ ایک دوسرے کو نسبتاً معمولی اختلافات کی بناء پر قتل کر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کو دوسرے مخالفین سے جن سے کہ بہت سخت اختلاف ہے۔ یہ امید ہی نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ ان کے مذہب کی توقیر کرینگے۔ میں کسی فرقہ کو بھی الزام نہیں دیتا۔ اور نہ ہی میرا یہ خیال ہے۔ کہ ہر موقع پر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کہہ دینا چاہیئے۔ یقیناً بعض اوقات ایسے رنجش کے اسباب ہو سکتے ہیں۔ جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ صلح کی طرف ہماری ترقی کو بالکل ناممکن نہ کر دیں۔ تو کم از کم اس میں نمایاں طور پر رکاوٹ ضرور پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن میں تمام سُنیوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ان معاملات پر پلیٹ فارم یا اخبارات میں جوش سے بحث نہ کریں۔ بلکہ باہمی اختلافات کا پرائیویٹ طور پر تصفیہ کرنے کی کوشش کریں۔ نیز میں یہ بھی اپیل کرتا ہوں۔ کہ سُنّی صرف اس واسطے اس جھگڑے میں سنیوں کو حق پر نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ سُنی ہیں۔ اور اسی طرح میں شیعوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ یہ خیال نہ کر لیں۔ کہ شیعہ قبائل مظلوم ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ شیعہ ہیں۔ لیکن یہ بات صاف ہے۔ کہ ہمیں

بہت سی عزیز جانوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ جو کسی وقت مفاد اسلامی کے لئے زیادہ منفعت بخش ثابت ہو سکتی تھیں۔

ہمارا فوری فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس بُرائی کو اور نہ پھیلنے دیں۔ اور ان لوگوں کی مدد کریں۔ جن کو اس فساد میں نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ میرے ناقص خیال میں چونکہ ہم سرکاری علاقہ میں رہنے کی وجہ سے آزاد علاقے پر بہت تھوڑا اثر رکھتے ہیں۔ اور چونکہ وہ اقوام اپنی آزادی کے لئے بہت غیرت رکھتی ہیں۔ اس لئے ہم صرف سرحدی رؤسا کے ذریعہ ہی ان لڑنے والے قبائل پر اثر ڈال سکتے ہیں۔

لہذا ہم کو فوراً پشاور اور کوہاٹ میں تمام اسلامی فرقوں کے ذی اثر اصحاب کی ایک کمیٹی بنانا چاہیئے۔ جس میں وہ مُلاں اور سردار خصوصیت سے شامل کئے جائیں۔ جن کو ان اقوام میں سے کسی نہ کسی میں کم وبیش رسُوخ حاصل ہو۔ تاکہ ہم آزاد سرحدی علاقہ کے شیعوں اور سُنیوں میں صلح و آشتی پیدا کرنے کے ذرائع معلوم کر سکیں۔

میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں۔ کہ اس کمیٹی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں میں حقیقی صلح کرائے۔ اور صرف دفع الوقتی سے کام لیکر کوئی ایسا صلح نامہ نہ مرتب کرے۔ جو انجام کار ایک سخت نقصان وہ دھوکا ثابت ہو۔

نیز ایک فنڈ بھی فوراً کھولنا چاہیئے۔ تاکہ جن لوگوں کو اس افسوسناک لڑائی میں مالی یا جانی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی مدد کی جا سکے۔ میں ایک لائق ڈاکٹر کی خدمات پیش کرتا ہوں۔ جو بشرط ضرورت ان زخمیوں کا علاج کریگا۔ جن کے متعلق میں نے سُنا ہے۔ کہ کثیر تعداد میں سرکاری علاقے میں آگئے ہیں۔ نیز میں ان لوگوں کیلئے جن کو اس لڑائی میں تکلیف پہنچی ہے۔ ہر ایک قسم کی مالی و اخلاقی مدد دینے کا جو میری طاقت میں ہے۔ وعدہ کرتا ہوں۔

یقین جانیئے ہم کتنی بھی مدد دیں۔ وہ اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتی۔ جو ہمارے بھائیوں کو پہنچا ہے۔ تاہم ہمارا فرض ہے۔ کہ زبانی ہمدردی کو عملی جامہ بھی پہنائیں۔ اور جو کچھ بھی کر سکتے ہیں کریں آخر میں میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے عظیم فضل سے ہماری مدد کرے۔ اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو نفرت اور دشمنی کے جذبات سے پاک کر کے انکے دلوں میں رواداری اور ایک دوسرے کی عزت اور محبت کی روح پھونک دے۔ تاکہ اسطرح متحد ہو کر ہم اطراف عالم میں اس کا نام بلند کر سکیں۔ آمین ÷

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

ہندوستان کی خبریں

بریلی ۲ اگست کو شام کے ۷ بجے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھر فساد ہو گیا۔ مسلح پولیس کی گارد نے جو جلوس کے ہمراہ تھی۔ مجبور ہو کر بندرہ باڑیں ماریں۔ پانچ آدمی ان گولیوں سے مجروح ہوئے۔ ان میں سے ایک مسلمان وہیں جگہ مر گیا۔ دوسرا ہسپتال پہنچ کر انتقال کر گیا۔ بہت جلد امن وامان قائم ہو گیا۔ جلوس بعافیت منزل مقصود تک جا پہنچا۔ اس فساد میں ایک مسلمان کو دھاردار آلہ سے زخمی کیا گیا۔ جو ہسپتال پہنچ کر مر گیا۔ پیر اور منگل کے دن کہیں کہیں معمولی جھگڑے ہوئے۔

ملاپ مورخہ ۱۵ اگست میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ۱۰ اگست کو موضع شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بلوہ عام ہوا۔ جس میں تین شخص مارے گئے۔ اور بندرہ زخمی ہوئے۔ یہ بیان قطعاً بے بنیاد ہے۔ اس نوعیت کا کوئی وقوعہ اس ضلع میں نہیں ہوا۔

سپرنٹنڈنٹ پریس برانچ کا بیان ہے۔ کہ اس وقت پنجاب میں ۲۹۶ اخبارات اور رسائل شائع ہوتے ہیں انہی میں سے ۲ جو تیس سرکاری اور اینگلو انڈین ہیں۔ ۱۵۵ کا اہتمام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ ۱۳۳ مسلمانوں کے ماتحت ہیں۔ ۲۵ سکھوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ فرقہ وارانہ اخبارات میں سے ۹۸ ہندوؤں کے ۷۰ مسلمانوں کے اور ۹ سکھوں کے ہیں۔ جو محکمہ احتساب کی نظروں سے گذرتے رہتے ہیں۔

شملہ ۱۳ اگست۔ کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس آج بہت دیر تک جاری رہا۔ سر سنکرن نائر کی قرارداد پر پورے تین گھنٹے بحث وتمحیص ہوتی رہی۔ قرارداد کا مضمون یہ تھا کہ ہندوستان میں ایک سپریم کورٹ قائم کی جائے۔ اور عوام کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ ہائی کورٹ کے کسی فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں مرافعہ دائر کریں۔ یا اس سپریم کورٹ میں۔ لیکن ایک ہی فیصلے کے خلاف دونوں جگہ اپیل کرنا ممنوع قرار دیا جائے۔ اس تجویز کے مؤیدین نے بیان کیا۔ کہ پریوی کونسل کے جج صاحبان ہندو اور محمڈن لا کی تعبیر درست نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ان کے نکات سے ناآشنائے محض ہوتے ہیں۔ مزید برآں پریوی کونسل تک رسائی وہی کرتے ہیں۔ جو مالدار اور متمول ہوں۔ ہوم سکرٹری مسٹر ہیگ اور وزیر قانون مسٹر داس نے کہا۔ کہ پریوی کونسل کے ججوں کے متعلق جو شکایت کی گئی ہے۔ اس کا ازالہ یوں ہو سکتا ہے کہ وہاں علاوہ ایسے ججوں کا تقرر منظور کر دیا جائے۔ جنہیں ہندوستان کے مذہبی قوانین اور عام رسم ورواج کے متعلق کافی تجربہ ہو۔ لیکن سپریم کورٹ کا تقرر منظور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے ٹیکس دہندوں کو ناقابل برداشت زیر باری کا شکار ہونا پڑیگا۔ سپریم کورٹ میں مرافعہ دائر کرنے والوں کے لئے فوائد و اخراجات قریباً قریباً وہی ہونگے۔ جو پریوی کونسل میں مرافعہ داخل کرنے والوں کے لئے ہیں۔ جب اس تجویز کے متعلق رائے لی گئی۔ تو بندرہ ارکان نے اس کے حق میں اور بیس نے اس کے خلاف رائے دی۔ اس لئے تجویز گر گئی۔

غیر مبایعین کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے انگریزی اخبار "لائٹ" کے اس مضمون پر اظہار افسوس کیا ہے۔ جو گورو گوبند سنگھ کے خلاف شائع کیا گیا تھا۔ اشتہار مذکور میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اخبار "لائٹ" کے ایڈیٹر کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ جب واپس آ جائینگے تو اخبار مذکور کی جانب سے اظہار معذرت کیا جائیگا۔

الہ آباد ۲ ستمبر۔ جو اطلاع ملی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اورک زئی سنیوں اور شیعوں کے درمیان کالایا میں فساد ہو گیا۔ مجروحین ومقتولین کی تعداد تین صد کے قریب بتلائی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس ہنگامے کی علت العلل اورک زئی ملا محمد اخوند زادہ ہیں جو اس علاقہ میں مذہبی جنون کے لئے مشہور ہیں۔

جگادھری کے لالہ کندن لعل نے سوامی شردھانند میموریل فنڈ میں نو ہزار روپیہ دیا ہے۔

مسٹر ٹیپ سشن جج لاہور نے کنجر محلہ کے ان نو ہندوؤں کو جو ایک مسلمان کے قتل کے مقدمہ میں ماخوذ تھے۔ صاف بری کر دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۷ اگست۔ ڈاکخانہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ برطانیہ سے امریکہ تک لاسلکی ٹیلیفون سے جو آمدنی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ تین منٹ کے لئے پندرہ پونڈ لئے جاتے ہیں۔ مگر ٹیلیفون کا استعمال رفتہ رفتہ بڑھ رہا ہے۔

ٹوکیو ۲۶ اگست۔ بحری نقل وحرکت کے دوران میں جہازوں کا جو تصادم ہوا تھا۔ اس میں کل ۱۱۹ آدمی مرے ہیں۔ جن میں گیارہ افسر ہیں۔

لنڈن ۲۶ اگست۔ ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی لمیٹڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان۔ برہما۔ سیلون اور برطانیہ کے مابین معمولی بحری پیامات کے محصول میں تخفیف کر دی گئی ہے اور اب شرح ایک شلنگ ۵ پنس کر دی گئی ہے۔ اس تخفیف کا نفاذ یکم ستمبر سے ہوگا۔

رنگون ۲۹ اگست۔ وائیکاونٹ سیسل کابینہ وزارت کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ آپ نے استعفار دینے کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ وزارت کے دیگر ارکان کے ساتھ انہیں تخفیف وتحدید اسلحہ کے مسئلہ پر اختلاف ہے۔

بصرہ ۲۷ اگست۔ ان برطانی اور ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں جو عراق عرب میں کام آئے تھے۔ ایک مینار تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس مینار پر جو پتھر لگائے گئے ہیں۔ وہ بمبئی سے لائے گئے تھے۔ مصارف کا اندازہ تیس ہزار پونڈ کیا گیا ہے۔

ٹوکیو ۲۹ اگست۔ بارش کے طوفانوں میں کوچی میں ۴۲ آدمی ہلاک ہو گئے۔ ننگاساکی میں ۲۷ مرے ۱۱ مجروح ہوئے اور ۸ گم ہیں۔ کوچی میں مکانات فصلیں سڑکیں تک بہ گئی ہیں ۲۴ کشتیاں گم ہیں۔ ننگاساکی کے ہزارہا جو نیر ولیں میں پانی چڑھ گیا ہے۔

بوسٹن ۲۹ اگست۔ شمشان بھومی میں جہاں سیکو اور وینزیٹی کی نعشیں جلا دی گئیں۔ ایک ہزار مزدوروں کا ماتمی جلوس نکلا۔ تقریباً ایک لاکھ تماشائی جمع تھے۔

لیگ ہارن ۲۹ اگست۔ آدھی رات کو مقامی بارکوں کا چھت گر گیا۔ ۷۰ بحریہ فوج کے سپاہی دب گئے۔ جن میں سے تین مر گئے۔ اور ۴۲ زخمی ہوئے۔ دوسرے سپاہی اور فائرمین ان کو بچانے کے لئے بھاگ کر پہنچے۔ لیکن ابھی تک بندرہ آدمی مٹی سے برآمد نہیں ہوئے۔

ٹوکیو ۲۹ اگست۔ طوفان کی وجہ سے کوچی میں ۳۵ آدمی اور اسی طرح ناگاساکی میں ۲۷ آدمی مرے ہیں۔ اور ۱۱ زخمی ہوئے ہیں۔ آٹھ لاپتہ ہیں۔ گذشتہ ہفتہ یہاں جو بارش ہوئی ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ دریاؤں کے پل مکانات۔ سڑکیں اور دھان کے کھیت بالکل بہ گئے ہیں۔ کوچی کی حالت یہ ہے۔ کہ وہاں ۲۴ کشتیاں مع ملاحوں کے غائب ہو گئیں۔ ناگاساکی میں ہزاروں جونیر ولیں پانی میں غرق ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۳۰ اگست۔ مسٹر بالڈون اور سر آسٹن چیمبرلین کی غیر حاضری میں لارڈ کیو وزیر اعظم کا کام کرینگے۔

ٹوکیو ۳۰ اگست۔ سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے کہ جاپان شن ٹنگ سے بہت جلدی اپنی افواج واپس بلا لیگا۔

لیگ ہارن ۳۰ اگست۔ بارک کے گرنے سے ۱۸ اموات ہوئیں۔

لنڈن ۲۸ اگست۔ دو امریکن ہوا باز مسمیان بروک و شیلی ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ دن کے وقت کرائڈن کے طیارہ خانہ میں اترے۔ نیو فاؤنڈلینڈ سے لنڈن تک یہ سفر ۲۴ گھنٹہ میں کیا گیا۔

(مفتی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔)